سوال

میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ میرے اس اہم سوال کا جواب ضرور دیں، میں انٹرنیٹ میں اسلام کے مخالف ایک صفحہ پڑھ رہا تھا جس میں ایک عیسائی یہ کہتا ہے کہ شیخ سجستانی نے اپنی کتاب "المصاحف" میں یہ کہا ہے کہ: حجاج نے قرآن مجید کے حروف میں تغیر تبدل کیا ہے اور کم از کم دس کلمات ایسے ہیں جو کہ بدلے ہوئے ہیں۔ اور وہ یہ دعوی کرتا ہے کہ سجستانی نے ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام "ماغیرہ الحجاج فی مصحف عثمان" (حجاج نے مصحف عثمان میں جو تبدیلی کی) رکھا ہے۔ اور اس نصرانی نے یہ دعوی کیا ہے کہ اس نے ان دس کلمات کو جن میں تبدیلی کی گئ ہے وہ عربی میں ہیں انہیں جمع کیا ہے۔ میں نے اس کتاب کا نسخہ تلاش کرنے کی کوشش کی لکین کامیاب نہیں ہوسکا تو میں آپ سے اس کی وضاحت چاہتا ہوں، میں یہ خیال بھی نہیں کرسکتا کہ سب علماء کرام اور حفاظ کرام کسی شخص کو اس بات کی اجازت دیں کہ وہ قرآن مجید میں تبدیلی کرتا پھرے اور اسے وہ کچھ بھی نہ کہیں حتی کہ اگر سجستانی نے بھی اگر یہ روایت کی ہو؟ یہ معاملہ تو کبھی بھی عقل میں بھی نہیں آسکتا اس لئے کہ ہم یھودی اور عیسائیوں کی طرح نہیں کہ ہم اپنی کتاب کی حفاظت نہ کریں اور اسے صرف علمائے دین کے حوالے کردیں، مسلمانوں میں سے تو بہت سارے اس قرآن کو حفظ کئے ہوئے ہیں اور سب ہی اسے پڑھتے ہیں تو یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی کو یہ فرق اور اختلاف نظر نہ آئے؟۔

جواب

الحمد للہ

اول:

کسی بھی مسلمان کو قرآن مجید کے صحیح ہونے میں شک پیدا نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہوئے کچھ اس طرح فرمایا ہے:

بیشک ہم نے ہی قرآن مجید کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں الحجر (9)۔

خلیفہ اول ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے دور تک قرآن مجید حفاظ صحابہ کرام کے سینوں میں اور درختوں کی چھال اور باریک پتھروں پر محفوظ تھا۔

جب مرتدین سے جنگیں شروع ہوئیں اور ان لڑائیوں میں بہت زیادہ قرآن مجید کے حفاظ صحابہ کرام جام شہادت نوش کرنے لگے تو ابوبکر رضی اللہ تعالی کو یہ خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں قرآن کریم ان صحابہ کے سینوں میں ہی دفن ہو کر ضائع نہ ہوجائے، لھذا انہوں نے قرآن مجید کو ایک جگہ پر جمع کرنے کےلیے کبار صحابہ کرام سے مشورہ کیا تاکہ اسے ضائع ہونے سے محفوظ کیا جاسکے، اور اس کام کی ذمہ داری حفظ کے عظیم پہاڑ زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ وغیرہ کے کندھوں پر ڈالی گئ۔

امام بخاری رحمہ الباری نے اس کو بیان کرتے ہوئے اپنی صحیح میں حدیث (4986) کا ذکر کچھ یوں کیا ہے:

زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے جنگ یمامہ کے بعد میری طرف پیغام بھیجا (میں جب آیا تو) عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو ان کے پاس دیکھا تو ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے کہ عمر رضی اللہ تعالی میرے پاس آکر کہنے لگے کہ جنگ یمامہ میں قرآء کرام کا قتل (شہادتیں) بہت بڑھ گیا ہے، اور مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں دوسرے ملکوں میں بھی قرآء کرام کی شہادتیں نہ بڑھ جائیں جس بنا پر بہت سا قرآن ان کے سینوں میں ان کے ساتھ ہی دفن ہوجائے گا، اور میری رائے تو یہ ہے کہ آپ قرآن جمع کرنے کا حکم جاری کردیں۔

تو میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہا کہ تم وہ کام کیسے کرو گے جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟

تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم یہ ایک خیر اور بھلائی ہے ، تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ بار بار میرے ساتھ یہ بات کرتے رہے حتی کہ اللہ تعالی نے اس بارہ میں میرا شرح صدر کردیا ، اور اب میری رائے بھی وہی ہے جو عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے ۔

زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے کہ تم ایک نوجوان اور عقل مند شخص ہو ہم آپ پر کوئی کسی قسم کی تہمت بھی نہیں لگاتے ، اور پھر تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی رہے ہو ، تو تم قرآن کو تلاش کر کے جمع کرو ۔

زید رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کی قسم اگر وہ مجھے ایک جگہ سے دوسری جگہ کوئی پہاڑ منتقل کرنے کا مکلف کرتے تو مجھ پر وہ اتنا بھاری نہ ہوتا جتنا کہ قرآن کریم جمع کرنے کا کام بھاری اور مشکل تھا ، میں کہنے لگا تم وہ کام کیسے کروگے جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم یہ خیر اور بھلائی ہے ، تو ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ بار بار مجھ سے یہ کہتے رہے حتی کہ اللہ تعالی نے میرا بھی شرح صدر کردیا جس طرح ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا شرح صدر ہوا تھا ، تو میں قرآن کریم کو لوگوں کے سینوں اور چھال اور باریک پتھروں سے جمع کرنا شروع کردیا حتی کہ سورۃ التوبۃ کی آخری آیات ابو خزیمۃ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے علاوہ کسی اور کس پاس نہ پائی لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم ۔ ۔ ۔ (تمہارے پاس ایسا رسول تشریف لایا ہے جو تم میں سے ہے جسے تمہارے نقصان کی بات نہایت گراں گزرتی ہے ۔ ۔) ۔

تو یہ مصحف ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات تک ان کے پاس رہے پھر ان کے بعد تا حیات عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس اور ان کے بعد حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے پاس رہے ۔

دوم :

حجاج نے خود تو قرآن مجید کو نہیں لکھا بلکہ اس نے کچھ ماہر اور ذھین علماء کو اس کا حکم ضرور دیا تھا ، ذیل میں اس کا مکمل واقع درج کیا جاتا ہے ۔

زرقانی کا قول ہے کہ :

یہ معروف ہے کہ مصحف عثمانی نقطوں کے بغیر تھا ۔ ۔ ۔ ۔ چاہے جو بات بھی ہو مشہور یہی ہے کہ قرآن مجید کے نقطوں کا آغاز عبدالملک بن مروان کے دور خلافت میں ہوا ہے اس لیے کہ جب اس نے یہ دیکھا کہ اسلام کی حدیں پھیل چکی اور عرب و عجم آپس میں گھل مل گئے اور عجمیت عربی زبان کی سلامتی کے لئے خطرہ بن رہی اور لوگوں کی اکثریت قرآن مجید کو پڑھنے میں التباس اور اشکالات کا شکار ہو رہی ہے ، حتی کہ ان کی اکثریت قرآن مجید کے بغیر نقطوں والے حروف و کلمات کی پہچان میں مشکل کا شکار ہوتے نظر آتے ہیں ۔

تو اس وقت اس نے اپنی باریک بینی اور دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اس مشکل اور اشکالات کو ختم کرنے کا عزم کرتے ہوئے حجاج بن یوسف کو یہ معاملہ سونپا کہ اس کو حل کرے ، حجاج بن یوسف نے امیر المومنین کی اطاعت کرتے ہوئے اس مشکل کو حل کرنے کے لئے دو آدمیوں کو چنا اور یہ ذمہ داری نصر بن عاصم اللیثی اور یحیی بن یعمر العدوائی جو عالم باعمل اور زہد ورع اور عربی زبان کے اصول و قواعد میں ید طولی رکھنے کی بنا پر اس اہم کام کی اہلیت رکھتے تھے ، اور وہ دونوں قرآت میں اچھا خاصہ تجربہ رکھنے کے ساتھ ساتھ ابوالاسود الدولی کے شاگرد بھی تھے ۔

اللہ تعالی ان دونوں علم کے عظیم سپوتوں پر اپنی رحمت برسائے یہ دونوں اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوئے اور قرآن مجید کے حروف کلمات پر نقطے لگائے اور اس میں اس کا خاص طور پر خیال رکھا گیا کہ کسی حرف پر بھی تین سے زیاد نقطے نہ ہوں ۔

بعد میں لوگوں میں یہ چیز عام ہوئی جس کا قرآن مجید کے پڑھنے میں پیدا شدہ اشکالات اور التباس کے ازالہ میں اثر عظیم پایا جاتا ہے ۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مصحف پر نقطے لگانے والا سب سے پہلا شخص ابوالاسود الدؤلی ہے ، اور ابن سیرین کے پاس وہ مصحف موجود تھا جس پر یحیی بن یعمر نے نقطے لگائے تھے ۔

توان اقوال کے درمیان تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ انفرادی طور پر توابوالاسودالدؤلی نے ہی نقطے لگائے لیکن عمومی اور رسمی طور پر نقطے لگانے والا شخص عبدالملک بن مروان ہے اور یہی وہ مصحف ہے جو کہ لوگوں کے درمیان عام مشہور ہوا اور تاکہ قرآن مجید میں التباس اور اشکالات کا خاتمہ ہوسکے ۔ مناھل القرآن (1/280-281)

سوم :

اور سوال میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ابوداود السجستانی نے اپنی کتاب "المصاحف" میں ایک روایت نقل کی ہے ذیل میں ہم اس روایت اور اس پر حکم کو مکمل طور پر ذکر کرتے ہیں :

عن عباد بن صھیب عن عوف بن ابی جمیلۃ ان الحجاج بن یوسف غیر فی مصحف عثمان احد عشر حرفا ۔ ۔ ۔ الخ

عباد بن صھیب عوف بن ابی جمیلہ سے بیان کرتے ہیں حجاج بن یوسف نے مصحف عثمانی میں گیارہ حرف تبدیل کیے :

سورۃ البقرۃ میں آیت نمبر (259) لم یتسن وانظرھا کے بغیر تھی تو اسے بدل کر لم یتسنہ کردیا ۔

سورۃ المائدۃ میں آیت نمبر (48) شریعۃ ومنھاجا تھی تو اسے بدل کر شرعۃ ومنھاجا کردیا ۔

سورۃ یونس میں آیت نمبر (22) ھوالذی ینشرکم تھی تو اسے بدل کر یسیرکم کردیا ۔

سورۃ یوسف میں آیت نمبر (45) انا آتیکم بتاویلہ تھی تو اسے بدل کر انا انبئکم بتاویلہ کردیا ۔

سورۃ الزخرف میں آیت نمبر (32) نحن قسمنا بینھم معایشھم تھی تو اسے بدل کر معیشتھم کردیا ۔

سورۃ التکویر میں آیت نمبر (24) وما ھو علی الغیب بظنین تھی تو اسے بدل کر بضنین ۔ ۔ کردیا ۔ الخ ۔ ۔ ۔ ۔ کتاب "المصاحف" (ص 49) ۔

تو یہ روایت عباد بن صھیب کے متروک الحدیث ہونے کی بنا پر بہت ہی کمزور اور ضعیف یا پھر موضوع ہے ۔

علی بن مدینی رحمہ اللہ تعالی نے اس کے متعلق "ذھب حدیثہ" کہا ہے اور امام بخاری اور امام نسائی رحمھما اللہ تعالی نے اسے متروک قرار دیا ہے اور ابن حبان رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ یہ قدری عقیدہ کا داعی تھا لیکن اس کے باوجود ایسی روایات بیان کرتا ہے جسے بتدی شخص بھی سن لے تو وہ یہی کہے گا کہ یہ موضوع ہے اور امام ذھبی رحمہ اللہ تعالی کا بیان ہے یہ متروکین میں سے ہے ۔

دیکھیں میزان الاعتدال للذھبی (4/28) ۔

اس روایت کا متن منکر اور باطل ہے اس لئے کہ یہ بات تو عقل بھی ماننے سے قاصر ہے کہ پوری دنیا میں قرآن مجید کے سب نسخوں میں اس طرح کا تغیر وتبدل ہوجائے ، بلکہ بعض غیر مسلم لوگوں جیسا کہ رافضی شیعۃ وغیرہ تو اس کے متن کا انکار کرتے ہوئے اس پر تنقید کرتے ہیں کہ قرآن مجید ناقص ہے مکمل نہیں :

خوئی جو کہ رافضی ہے کا کہنا ہے کہ : یہ دعوی تو بہکے ہوئے اور مجنون لوگوں اور بچوں کی خرافات و بہکی ہوئی باتوں کے مشابہ ہے ، حجاج تو بنوامیہ کا ایک گورنر و کارندہ تھا ، اس میں تو اتنی ھمت نہیں تھی کہ وہ قرآن کریم میں کچھ کرسکتا ، بلکہ وہ تو اس سے بھی عاجز تھا کہ فروعات اسلامیہ میں کوئی تغیر وتبدل کرسکے تو یہ کیسے ہوسکتا کہ وہ اساس دین اور ستون شریعت میں تبدیلی کرسکے ؟

اور پھر اس کو سب اسلامی ممالک میں تو سلطہ وغلبہ حاصل نہیں تھا حالانکہ قرآن مجید ان سب ممالک میں پھیلا ہوا تھا کہ وہ یہ کام کرسکے ؟

اور پھر اس چیز کے اتنی اہمیت کی حامل ہونے کے باوجود خطیب عظیم نے اپنی تاریخ میں کیوں نہیں ذکر کیا، اور نہ ہی کسی ناقد نے اس پر تنقید وجرح کی ہے، اور پھر اس وقت کسی بھی مسلمان نے اس کی مخالفت کیوں نقل نہیں کی؟ اور پھر حجاج کا دور اور طاقت ختم ہونے کے بعد مسلمانوں نے اس سے کس طرح چشم پوشی کیے رکھی؟

اور بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ حجاج نے پوری دنیا میں دور دراز تک پھیلے ہوئے مصحف کے تمام نسخوں میں یہ کام کر دیا اور کوئی ایک بھی نہ بچا تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ مسلمانوں اور حافظوں کے سینوں سے بھی زائل کر دیا ہو جن کی تعداد اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کے علم میں نہیں۔

البیان فی تفسیر القرآن (ص 219)

اور سائل کا یہ کہنا کہ " ماغیرہ الحجاج فی مصحف عثمان " کے نام سے امام ابوداود السجستانی نے ایک کتاب لکھی یہ بات قطعی طور پر صحیح نہیں بلکہ یہ واضح طور پر کذب بیانی ہے، امام سجستانی نے تو صرف مندرجہ بالا حجاج کے عمل والی روایت کا یہ کہ کر باب باندھا ہے (باب ماکتب الحجاج بن یوسف فی المصحف) حجاج بن یوسف نے مصحف میں جو کچھ لکھا اس کے متعلق بیان۔

تو اس بنا پر یہ روایت کسی بھی حالت میں قابل اعتماد نہیں، اس کے پایہ ثبوت تک نہ پہنچنے اور جھوٹا ہونے میں صرف اتنی بات ہی کافی ہے کہ ابھی تک کوئی شخص اس میں ایک حرف کا بھی ردوبدل کرنے میں کامیابی حاصل نہیں کر سکا۔

اور اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو اس میں تکرار ہوتا اور پھر خاص کر ان ادوار میں جب کہ مسلمان بہت ہی کمزور تھے اور دشمنان اسلام کی سازشیں عروج پر تھیں، بلکہ اس طرح کہ شبہات تو اس دعووں کی باطل ہونے کی دلیل ہیں اور یہ کہ دشمنان اسلام قرآن مجید کے چیلنج اور اس کے دلائل کا جواب دینے سے عاجز آ گئے تو انہوں نے اس میں طعن کرنا شروع کر دیا۔

واللہ تعالی اعلم.